دوسری قسط

آیت تطہیر ' ایک تحقیقی جائزہ

ثاقب اکبر

چند اہم نکات

۱ ۔ اس تفسیر سے آیت و روایات کے ظواہر میں کسی دور از کار تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔

۲ ۔ بعض مفسرین نے آیت کے حوالے سے اس احتمال کا اظہار کیا ہے کہ اسے پیغمبر اکرمؐ کے بعد جامعین قرآن نے اس مقام پر رکھ دیا ہے ۔ لہٰذا اسے اس مقام سے الگ کر کے آیات کو پڑھا جائے تو کسی قسم کی بے ربطی پیدا نہیں ہوتی بلکہ کاملاً ہم آہنگی دکھائی دیتی ہے ۔ اس چوتھی تفسیر کو قبول کرنے کی صورت میں اس مقام پر اس طرح کا نظریہ قائم کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ البتہ ایسے بہت سے مفسرین ہیں جو رسول اکرمؐ کی نگرانی میں جمع و تدوین کے بھی قائل ہیں اور پانچویں تفسیر والا نظریہ بھی رکھتے ہیں ۔

۳ ۔ اگر یہ کہا جائے کہ کیا قرآن کے بارے میں اس طرح کا نظریہ جائز ہے کہ کسی آیت کی ظاہری اور باطنی تفسیر جدا جدا کی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ جو روایات بطون قرآن پر دلالت کرتی ہیں وہ ایسی

تفسیر کا جواز فراہم کرتی ہیں۔

۴ ۔ ایک لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ ایک تفسیر سیاق سباق کی مدد سے جو ظہور ابھرتا ہے اس کی بنا پر کی گئی ہے۔ دوسری روایات کے ظہور کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے۔ نیز حجت ظہور کے دلائل سے اس تفسیر کی صحت پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

پانچویں تفسیر

اس تفسیر کے مطابق آیہ تطہیر رسول کریم ﷺ، حضرت فاطمہ ؑ، حضرت علی ؑ حضرت امام حسن ؑ حضرت امام حسین ؑ کی شان میں نازل ہوئیں اور ان کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز آئمہ اہل بیت تمام اس آیت کے مصداق ہیں۔

اس تفسیر کے اہم دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) اس کی سب سے اہم دلیل روایات ہیں۔ ان میں سے بھی وہ روایات جو شان نزول بیان کرتی ہیں۔ جن کے مطابق رسول اللہ ؐ نے چادر کے نیچے حضرت علی ؑ، جناب فاطمہ ؑ اور حضرات حسنین ؑ کو جمع کیا اور پھر یہ آیہ نازل ہوئی

(۲) روایات شان نزول کے مطابق اس آیت کا سیاق و سباق سے کوئی تعلق نہیں۔

(۳) شان نزول ہی کی متعدد روایات کے مطابق حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ نے رسول اللہ ؐ سے اجازت چاہی کہ تحت کساء آ جائیں لیکن رسول اللہ ؐ نے صراحت سے منع فرما دیا بلکہ بعض میں تو یہ صراحت بھی ہے کہ تم ان میں داخل نہیں ہو۔

۴ بہت سی روایات کے مطابق رسول اللہ ؐ اس آیت کے نزول کے بعد اختلافات روایات کے مطابق ۶ یا ۹ ماہ تک مسلسل نماز کے وقت جناب فاطمہ ؑ کے دروازے پر سے گزرتے تو پکارتے "نماز اے اہل بیت" اور آیہ تطہیر کی تلاوت فرماتے۔

۵ بعض روایات کے مطابق آئمہ اہل بیت نے آیہ تطہیر سے متعدد مواقع پر اپنے مقام عظمت

و امامت کے استثنا کیا ہے۔

۶ ایک دلیل اس آیت میں موجود جمع مذکر کی ضمیر ہے جبکہ قبل وما بعد کی آیات میں جمع مونث کی ضمیریں ہیں۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آیہ تطہیر کا سیاق و سباق کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔

۷ انما کلمہ حصر ہے اس لحاظ سے آیت کا معنی یہ بنتا ہے کہ اہل بیت اللہ کا ارادہ بس یہ ہے کہ تم سے رجس کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔ ایک قول کے مطابق یہاں پر دو حصر ہیں ایک اللہ کے ارادے سے متعلق رجس دور کرنے اور اہل بیت کی تطہیر کرنے کے بارے میں دوسرا یہ کہ یہ ارادہ فقط اہل بیت سے متعلق ہے۔ اب ہم یہ کہ اگر یریداللہ سے ارادہء تشریعی مراد لیا جائے تو اس کا انحصار اہل بیت کے لیے درست نہیں۔ کیونکہ شرعی احکام تو سب مسلمانوں کے لیے ہیں۔ صرف اہل بیت کے لیے نہیں۔ لہٰذا یریداللہ میں یہاں ارادہ تکوینی مراد ہے جو فقط اہل بیت کے لیے اور یہ ایک دائمی اور مستمر ارادہ الہی ہے "اھل البیت" کو رجس سے دور رکھنے اور انہیں خوب پاک رکھنے کا۔ جبکہ آیت کا یہ مفہوم ازواج نبیؐ کے لیے درست نہیں کیونکہ گذشتہ آیات میں تہدید و تنبیہہ کی گئی ہے اور ان کے لیے اوامر و نواہی کا بیان ہے۔

(۸) "الرجس" میں "ال" جنس کے لیے ہے گویا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ یہ اس چیز سے اہل بیت کو پاک رکھے جس سے رجس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یہ لفظ گویا اہل بیت کی ہر باطل اعتقاد اور ہر باطل عمل سے عصمت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ امر بھی آیات ما قبل سے آیہ تطہیر کو جدا ثابت کرتا ہے۔

(۹) اہل بیتؑ کے مصادیق میں خود رسول اکرمؐ شامل ہیں یا نہیں۔ اصولاً انہیں سب سے پہلے شامل ہونا چاہیے جیسا کہ سورہ ہود کی آیت ۷۳ میں ابراہیم کو اہل بیت کے مخاطبین سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ بات درست ہے تو کیا اس آیت کا مصداق ازواج پیغمبر کو قرار دیتے ہوئے ہم

رسول اللہؐ کو بھی اس کا مخاطب قرار دیں گے ؟ جبکہ ان کا معصوم ہونا ثابت ہے لہٰذا ان کے لیے " یرید اللہ " میں تشریعی مراد لینا درست نہیں ۔

سیاق و سباق سے عدم مطابقت کا مسئلہ

اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں، ان میں سے اہم کو ہم مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں ۔

(ا) اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ فصحاء کلام میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ وہ ایک بات کر رہے ہوتے ہیں بیچ میں کوئی اور موضوع چھیڑ کر پھر بہت سے موضوع کی طرف پلٹ جاتے ہیں ۔ قرآن شریف میں بھی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں ۔ اہل عرب کے کلام اور اشعار میں بھی اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ۔ اس کے لیے علامہ طبرسی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے :

و متی قیل ان صدر الآیة و ما بعد ھا فی الازواج فالقول فیہ ان
ھذا لا ینکرہ من عرف عادۃ الفصحاء فی کلامھم فانھم
یذھبون من خطاب الی غیرہ و یعودون الیہ والقرآن من
ذالک مملوء و کذالک کلام العرب و اشعارھم

راقم کی رائے میں اس تفسیر کی سب سے اہم دلیل شان نزول کی روایات ہیں اور سب سے اہم اعتراض سیاق و سباق سے عدم مطابقت ہے لہٰذا ہم اس اعتراض کے حوالے سے چند آراء کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔ علامہ طباطبائی نے سورہ مائدہ کی آیہ ۳ کی طرف بھی متوجہ کیا ہے جس میں ان چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے کہ جن کا کھانا حرام ہے درمیان میں یہ عبارت آگئی ہے :

الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم و اخشون
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا

(۲) اسے جامعین قرآن نے بعد از رسول کریمؐ جان بوجھ کر اس مقام پر لکھ دیا ہے یہ بات

بہت سے شیعہ علماء نے کہی ہے ۔ البتہ علامہ محمد حسین طباطبائی نے کہا ہے کہ رسول اکرم ؐ کے زمانے میں اس آیت کو یہاں رکھا ہو یا بعد میں اسے اس مقام سے حذف کر دیا جائے اور فرض کیا جائے کہ آیہ تطہیر اس آیت کا حصہ نہیں تو ماقبل و مابعد میں مکمل اتصال و انسجام دکھائی دیتا ہے اور ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ یہاں سے کوئی عبارت حذف ہوئی ہے ۔ بعد میں اس موقف کی حمایت میں آیہ تطہیر کی الگ سے شان نزول سے استدلال کیا ہے ۔

(۳) تفسیر نمونہ میں مروج جوابات سے ہٹ کر ایک تیسرا احتمال بیان کیا ہے' ملاحظہ فرمایئے :

قرآن چاہتا ہے کہ پیغمبر اکرم کی بیویوں سے کہے کہ تمہاری نسبت ایک ایسے گھرانے سے ہو گئی ہے جس کے افراد معصوم ہیں تو جو کوئی شجر عصمت کے سائے میں اور معصومین کے مرکز میں ہو وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ دوسروں کی نسبت اپنے بارے میں زیادہ خبردار ہو اور یہ بات نہ بھول جائے کہ جس کی نسبت ایسے خاندان سے ہو جس میں پانچ پاک و معصوم ہستیاں موجود ہیں ۔ اس کی ذمہ داریاں بہت بھاری ہیں ۔ خدا اور خلق خدا اس سے بہت سی توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں ۔

غور کیا جائے تو پہلے اور تیسرے نظریے میں اور تدوین قرآن کے زمان پیغمبر میں آپ ؐ کی نگرانی میں ہونے کے نظریے میں تطابق و ہم آہنگی موجود ہے ۔

تفسیری اختلافات کے حوالے سے چند بنیادی مسائل

ان اختلافات اور دیگر بہت سی تفسیری اختلافات کے حوالے سے چند بنیادی مسائل ایسے ہیں جن کا واضح ہونا ضروری ہے ۔ راقم کی رائے میں انہی مسائل پر واضح نقطہ ء نظر کے نہ ہونے یا پھر ان کے جوابات و ادراکات کے اختلاف سے بہت سے تفسیری اختلافات جنم لیتے ہیں ۔ ہم ذیل میں چند اہم بنیادی سوالات کا ذکر کرتے ہیں :

(۱) قرآن فہمی میں شان نزول کی حیثیت کیا ہے ؟

(۲) روایات میں " بطون قرآن " کا ذکر ہے ۔ ان کا کیا مفہوم ہے ؟ ان کی کیا حیثیت ہے اور

تفسیر قرآن میں ان کا کیا کردار ہے ۔ کیا ظواہر کے خلاف بھی تفسیر باطنی قابل قبول ہو سکتی ہے یا ظواہر کے تسلسل اور طول میں اسے قبول کیا جا سکتا ہے ؟

(۳) اگر آیہ تطہیر کو مثال قرار دیتے ہوئے ماقبل و مابعد سے جدا کر کے تفسیر کی جائے اور اسے سیاق و سباق سے غیر مربوط قرار دیا جائے تو پھر جمع قرآن اور تدوین قرآن کے حوالے سے بعض سوالات جنم لیتے ہیں ۔ مثلاً

الف اگر یہ مانا جائے (قدماء میں سے سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی طرح اور متاخرین میں سے آیت اللہ مکارم شیرازی کی طرح) کہ موجودہ تدوین رسول اللہ ؐ کی نگرانی میں ہوئی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیات غیر مربوط' مرتب کیوں ہوئیں خصوصاً ایسے مقامات پر جہاں ایسے ایسے نزاعات جنم لے سکتے ہیں ۔

ب اگر اس تدوین کو رسول اکرم ؐ کے بعد کا مانا جائے تو پھر اس طرح کے امور کو اشتباہ قرار دیا جائے گا یا سازش یا کچھ اور ؟ ایسے میں پھر یہ سوال بھی اٹھے گا کہ ایسے امور قرآن میں اور کہاں کہاں ہیں ؟ پھر قرآن کے حوالے کئی اور سوال انگیز پہلو سامنے آئیں گے ۔

ج قرآن کریم کے بارے میں اس طرح کے سوالات کو اٹھاتے ہوئے ہمیں یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ان کا جواب ہمیں صرف امت مرحومہ ہی کو نہیں دینا غیر مسلموں اور خصوصاً مستشرقین کو بھی دینا ہے اور قرآن حکیم کی درستی و حفاظت وغیرہ جیسے مسائل کا بھی ہمیں سامنا کرنا ہے ۔

د تفسیر قرآن میں اٹھائی جانے والی ابحاث کے بارے میں کیا ان امور پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

الف دین کے کلی مقاصد اور دائمی پیغامات کیا ہیں ؟

ب قرآن کا اپنے پیغام اور تعلیمات کے حوالے سے کلی مزاج کیا ہے ؟

ج شخصیات کے تعارف اور Promotion کے حوالے سے قرآن کا طریق کار اور مقاصد کیا

ہیں ؟ نیز رسول اللہ ؐ کے بعد کی شخصیات کے تعارف وغیرہ کے حوالے سے قرآن کی حکمت عملی کیا ہے؟

د ختم نبوت کا فلسفہ کیا ہے ؟

چند اہم مطالب

(ا) شان نزول کے حوالے سے تمام مفسرین متفق ہیں ۔ محدثین نے جتنی بھی شانہائے نزول آیہ تطہیر کے بارے میں نقل کی ہیں تمام ترخمسہ طیبہ کے اسمائے گرامی پر متفق ہیں ۔

(۲) آیہ تطہیر نہ بھی ہو تو دیگر آیات سے یہ امر اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ازواج رسول سے بھی یہ تقاضا ہے کہ وہ حرم رسول ؐ کا خصوصی احترام ملحوظ رکھتے ہوئے امت کے دیگر افراد سے بڑھ کر ہر طرح کے رجس سے بچنے کی کوشش کریں اور ہر طرح کی طہارت اختیار کرنے کی جدو جہد کریں جبکہ انہیں آیات الٰہی اور حکمت خداوندی کا خصوصی ماحول بھی میسر ہے ۔ اس کے لیے آیت تطہیر سے ماقبل کی متعدد آیات اور آیت نمبر ۳۴ جو آیہ تطہیر کے بعد آتی ہے کو بھی شاہد قرار دیا جا سکتا ہے ۔

(۳) ہر قاری قرآن اور ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کا رجس ناپسند ہے اور ہر طرح کی طہارت محبوب ہے ۔ اس کے لیے سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶ کو ایک مرتبہ پھر ملاحظہ کیجئے :

ما یرید اللّٰہ یجعل علیکم من حرج و لکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون

اللہ تمہیں کوئی بھی تنگی نہیں دینا چاہتا بلکہ وہ تو تمہیں پاکیزہ بنانا چاہتا ہے ۔ اپنی نعمت تم پر تمام کرنا چاہتا ہے کہ شاید تم شکر کرنے لگو ۔

اس طرح سورہ انفال کی آیہ نمبر۱۱ بھی ملاحظہ کیجئے:

لیطھرکم بہ و یذھب عنکم رجز الشیطان

تا کہ اس (آب باراں) سے تمہیں پاک کرے اور تم سے

شیطان کی نجاست کو دور کر دے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ آیات تو بدنی طہارت سے متعلق ہیں تو ہم عرض کریں گے کہ جس اللہ کو بدنی طہارت اتنی محبوب ہے روحانی طہارت کس قدر محبوب ہو گی۔ بہر حال آیت تطہیر اور دیگر بہت سی آیات کا پیغام اپنے قارئین کو یہ ہے کہ وہ ہر رجس سے بچنے اور ہر طہارت کو اختیار کرنے کے درپے رہیں تا کہ اس طرح اپنے پروردگار کی قربت حاصل کر سکیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس امر پر تو جھگڑتے رہیں کہ فلاں آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن وہ آیت جو پیغام دے رہی ہے اسے سینس بھی نہیں۔

(۴) مختلف روایات کے مطابق چادر میں آنے کی اجازت مانگنے پر آپ نے اپنی ازواج حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ سے فرمایا: " **انت الی الخیر** " یا اس سے ملتے جلتے دیگر جملے۔ ان روایات سے دیگر استناوات و استدلالات کیے جا سکتے ہیں تو ایک پیغام یہ بھی اخذ کیا جا سکتا کہ ازواجِ رسولؐ کے ساتھ خیر اور بھلائی کا سلوک اختیار کیا جائے اور اس کے لیے خود امیر المومنین حضرت علیؑ کا اسوہ مثالی حیثیت رکھتا ہے اور ان کے لیے ان کے امور کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔

(۵) روایات سے حضرت علی حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کا اللہ اور رسول کے ہاں خصوصی مقام و احترام ظاہر ہوتا ہے۔ شیعہ و سنی نے اپنے اپنے انداز سے اس امر کو قبول بھی کیا ہے جو ایک خوش آئند امر ہے۔

(۶) جب مختلف موقفات و نظریات قران کریم کے نظم و تدوین وغیرہ پر حرف آئے بغیر ثابت ہو جاتے ہیں تو ہم قرآن حکیم کے ماننے والوں سے گذارش کریں گے کہ اس کے حفظ اور جمع و تدوین

کے مسئلے پر مشترکہ موقف کی حفاظت کریں کہ اس میں خود دین کا بھی بھلا ہے۔ اس مسئلے کو ہم نے الگ سے دیگر مقالات میں بھی وضاحت سے بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اپنی آئندہ ایک کتاب میں اسے جامع تر صورت میں بیان کریں گے۔

(۷) بعض مختلف پہلوؤں کے باوجود مشترک نکات کی حفاظت' ان کا بیان اور ان پر زور دیا جانا ضروری ہے' جیسا کہ ہم نے بھی بعض مشترک نکات کی نشاندہی کی ہے۔

(۸) ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ جو تفسیر ہمیں درست لگتی ہے اس سے ہٹ کر کی جانے والی ہر تفسیر کو منافقانہ اور مفروضانہ قرار دیں۔ بہت ممکن ہے کہ مختلف اقوال مفسرین کے خلوص ہی پر مبنی ہوں۔ البتہ درجہ فہم' وسعت مطالعات اور تفسیری تقاضوں کے ادراک میں فرق ممکن بھی ہے اور ہوتا بھی ہے۔ تاہم اگر کسی نے کوئی بات عناد اور تعصب کی بنا پر کہی ہے تو یقیناً قرآن کے بارے میں خبث باطن نگاہ پروردگار میں انتہائی منفور ہے اور ہمیں یہ امر اپنے اللہ پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔

آیہ تطہیر اپنے سیاق و سباق کے ساتھ

یایها النبی قل لأز و اجک ان کنتن تردن الحیٰوة الدنیا
وزینتها فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحاً جمیلاً و ان
کنتن تردن اللّٰه و رسوله والدار الآخرة فان اللّٰه اعد
للمحسنٰت منکن اجراً عظیماً ینسآء النبی من یات منکن
بفاحشة مبینة یضٰعف لها العذاب ضعفین و کان ذٰلک
علی اللّٰه یسیراً و من یقنت منکن للّٰه و رسوله و تعمل
صالحاً نوء تها اجرها مرتین و اعتدنا لها رزقاً کریماً ینٰسآء
النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول
فیطمع الذی فی قلبه مرض و قلن قولاً معروفاً و قرن فی

بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولٰی و اقمن الصلوۃ و اتین الزکوۃ و اطعن اللّٰہ و رسولہ انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللّٰہ ولحکمۃ ط ان اللّٰہ کان لطیفاً خبیراً الاحزاب (۲۸-----۳۴)

ترجمہ : اے نبی ! اپنی ازواج سے کہہ دیجئے : اگر تمہیں حیات دنیا اور اس کی خوشنمائی کی طلب ہے تو تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر اللہ ' اس کے رسول اور دار آخرت کی تمنا رکھتی ہو تو یقیناً اللہ نے تم میں سے نیک بیبیوں کے لئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے ۔ اے نبی کی بیویو ! تم میں سے جو کوئی بھی صریح بے حیائی کا ارتکاب کرے گی اسے دوگنا عذاب ہو گا۔ اوراللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے ۔ تم میں سے جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کی ادب سے اطاعت کرے گی نیز نیک عمل بجا لائے گی ہم اسے دوہرا اجر عطا کریں گے اور اس لئے ہم نے رزق کریم مہیا کر رکھا ہے ۔ اے نبیؐ کی بیویو ! تم اگر تقویٰ اختیار کرو تو تم عام عورتوں میں سے کسی جیسی نہیں ہو ۔ پس نرم و دلکش پیرائے میں بات نہ کرو کہ کہیں کوئی ایسا شخص لالچ میں پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور معقول طریقے سے بات کرو ۔ نیز اپنے گھروں میں ٹک کر بیٹھو اور پرانے دور جاہلیت کی سی خود نمائی نہ کرتی پھرو ۔ نماز قائم کرو ' زکوۃادا کرو اور اللہ اور اس

ے رسولؐ کی اطاعت کرو ۔

اے اھل البیت ! اللہ تو بس چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کر دے اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیات اور حکمت (کی باتیں) تلاوت ہوتی ہیں انہیں یاد رکھو ۔ اللہ یقیناً لطیف و خبیر ہے ۔

روایات شان نزول

(ا) ابو حمزہ ثمالی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ان سے شہر بن حوشب نے حضرت ام سلمہؑ سے یہ روایت نقل کی :

جائت فاطمة الی النبی تحمل حریرة لها فقال ادعی زوجک و ابنک فجاء ت بهم فطعمو اثم القی علیهم کساء له خیبریاً فقال اللهم هولا ء اهل بیتی و عترتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا فقلت یا رسول اللّٰه و انا معهم قال انت الی خیر

فاطمہ نبی کریمؐ کے پاس آئیں وہ ریشمی کپڑا اٹھائے ہوئے تھیں ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلاؤ ۔ پھر سب نے مل کر کھانا کھایا پھر رسول اللہؐ نے ان سب پر اپنی خیبری چادر اوڑھائی اور دعا کی ' یا بار الہا ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میری عترت ہیں ان سے ناپاکی دور رکھ اور انہیں خوب پاک رکھ ۔ (اس موقع پر) میں نے کہا : یا رسول اللہؐ ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں ۔ فرمایا : تو خیر اور نیکی پر ہے ۔

(۲) حضرت ام سلمہؓ ہی سے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں یہی روایت درج کی ہے اور اس کے آخر میں ہے:

ثم قالت فانزل اللّٰہ تعالٰی انما یریداللّٰہ ... "

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں اس موقع پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل کی " **انما یرید اللّٰہ ...**"

(۳) تفسیر ثعلبی ہی میں ہے کہ حضرت عائشہ سے جنگ جمل میں ان کے کردار کے بارے میں پوچھا تو انہوں کہا:

ان کان قدراً من اللّٰہ

پس اللہ کی طرف سے یوں ہی مقدر تھا

پھر حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

تسا لینی عن احب الناس کان الٰی رسول اللّٰہ و زوج احب الناس کان الٰی رسول اللّٰہ لقد رایت علیا و فاطمة و حسنا و حسیناً و جمع رسول اللّٰہ یثوب علیھم ثم قال اللھم ھٰولاء اھل بیتی و حامتی فاذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا

تم مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہو جو رسول اللہ کو سب انسانوں سے زیادہ محبوب تھا اور جو خاتون رسول اللہ کو سب سے زیادہ محبوب تھی اس کا شوہر تھا۔ (ایک مرتبہ) میں نے دیکھا کہ رسول اللہ نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ کو اپنے ساتھ ایک کپڑے میں جمع کیا اور پھر کہا: یا اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے مدد گار۔ پس ان سے ہر ناپاکی کو دور رکھ اور انہیں

خوب پاک قرار دے ۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں :

فقلت یا رسول اللّٰہ انا من اھلک

میں نے کہا یا رسول اللہ ! کیا میں بھی آپ کے اہل بیت میں سے

ہوں ؟

قال تنحی فانک الیٰ خیر

فرمایا : پیچھے ہٹو ہاں تم خیر پر ہو ۔

(۴) ثعلبی ہی نے حضرت ابو سعید خدری سے بھی ایک روایت درج کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا :

نزلت ھٰذا الآیۃ فی خمسۃ فی و فی علی حسن و حسین و فاطمہ

یہ آیت پانچ (ہستیوں) کے بارے میں نازل ہوئی ۔ میرے ' علی ' حسن ' حسین اور فاطمہ کے بارے میں ۔

اس سے ملتی جلتی بیسیوں روایات ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر خمسہ طیبہ کے حق میں نازل ہوئی ۔ بعض علماء نے ان سب روایات کو جمع بھی کیا ہے ۔

ہمارے سامنے بہت سی شیعہ و سنی علماء کی تفاسیر موجود ہیں جن میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے

مذکورہ بالا روایات ہم نے مجمع البیان سے لی ہیں ۔